''تحفظِ حقوقِ نسواں بل''

یا

''تحفظِ فحاشیٔ نسواں بل''

جوادحیدر

ریسرچ ایسوسی ایٹ' قرآن اکیڈمی لاہور

پاکستان کے آئین کی بے حد اہم شق یہ ہے کہ کوئی ایسا قانون رائج نہیں کیا جائے گا جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔اور شیڈول ۳ کے مطابق بڑے بڑے عہدوں پر فائز حضرات اس بات کا حلف اٹھاتے ہیں کہ اسلامی نظریہ کے تحفظ کی لازماً کوشش کریں گے جو قیامِ پاکستان کی بنیاد ہے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جانا جائے کہ کسی مسئلہ میں قرآن وسنت کیا کہتے ہیں اور وہ اسلامی نظریہ کیا ہے جس کے تحفظ کے لیے حلف لیا جاتا ہے۔ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اسلامی نظریہ صرف اور صرف قرآن وسنت کے گرد گھومتا ہے۔قرآن وسنت کی محافظت اسلامی نظریہ کی محافظت ہے اور اس میں مذکور مسائل کی حفاظت اور ان کی ترویج اسلامی نظریہ کی حفاظت و ترویج ہے۔اب آیئے دیکھتے ہیں کہ تحفظِ حقوقِ خواتین کے سلسلے میں حدود آرڈیننس میں کی گئی ترامیم کے بارے میں قرآن وسنت ہمیں کیا راہنمائی دیتے ہیں۔ پہلے ہم اسلامی تصور پر بات کریں گے' پھر جائزہ لیں گے کہ آیا ہمارا قانون اس کے مطابق ہے بھی یا نہیں۔

قرآن کہتا ہے:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص﴾ (النور:۲)

''زنا کرنے والا مرد ہو یا عورت' ہر ایک کو سوسو کوڑے لگاؤ۔''

یہ آیت اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق غیر شادی شدہ عورت اور مرد کے بارے میں ہے۔اسی پر قرینہ اس سے اگلی آیت (یعنی سورۃ النور کی آیت ۳) اور سورۃ النساء کی آیت ۲۵ سے بھی حاصل ہوتا ہے۔اسی پر بے شمار احادیث نبویہؐ اور اقوالِ صحابہؓ دلالت کرتے ہیں۔ نیز یہی موقف سنت تواتری سے بھی ثابت ہے کہ یہ آیت غیر شادی شدہ کے بارے میں ہے۔

شادی شدہ مرد ہو یا عورت اس کی سزا دینِ اسلام میں رجم کی ہے۔آج تک اس پر اجماع رہا۔ بے شمار احادیث (قولی و فعلی) اس پر دلالت کرتی ہیں اور آج کے دَور میں پیدا ہونے والے منکرین رجم دراصل منکرین سنت ہیں' جنہیں اسلام کے بنیادی مآخذ کی حیثیت اور مقام نہ سمجھنے کے باعث یہ مغالطہ لگا۔

شرع میں زانی کے لیے ہر حالت میں سزا رکھی گئی ہے۔مزید یہ کہ اگر وہ زنا کے ساتھ حرابہ کا مرتکب ہوتا ہے تو زنا کی حد کے ساتھ چار سزاؤں میں سے کوئی ایک اسے دی جاسکتی ہے:

(ا) قتل کر دیا جائے۔

(ب) سولی چڑھا دیا جائے۔

(ج) الٹ سمت میں ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں۔

(د) جلاوطن کر دیا جائے۔ (المائدۃ:۳۳)

☆ دین اسلام میں زانی کو ہرصورت سزا دی جائے گی اور اس کی یہ سزا اس کے عملِ زنا کی ہوگی چاہے وہ عورت کی رضامندی سے ہو یا رضامندی کے بغیر۔
☆ اسلام میں زنا کی متذکرہ بالا سزا چار گواہوں کی شہادت کے بعد دی جاتی ہے اور ان میں مدعی بھی شامل ہوتا ہے۔ نیز یہ گواہ مسلمان بالغ ہونے ضروری ہوتے ہیں۔
☆ اسلام میں امورِ فحاشی پر تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔
☆ چار گواہ پورے ہو جائیں تو ہرصورت زانی ۱۰۰ تازیانوں یا رجم کا سزاوار ٹھہرتا ہے اور اس کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔
☆ دین اسلام میں ہر بالغ زانی پر حد ہے، عمر کا تعین نہیں۔

آج اگر یہی نظام رائج ہو جائے تو انسانیت کو ان معاملات میں اپنے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں سرگرداں ہونے کی ضرورت نہ رہے گی۔

اب ہم جائزہ پیش کرتے ہیں اس ترمیمی بل کا جو خواتین کا تحفظ (فوجداری قانون ترمیمی) کے نام سے سامنے آیا ہے۔

(۱) اس پاس ہونے والے بل کا نام ''خواتین کا تحفظ'' (فوجداری قانون ترمیمی) ایکٹ ۲۰۰۶ء رکھا گیا ہے' لیکن اس کے اندر عورت کی حفاظت کی بجائے عورت کو فحاشی وعریانی کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینکنے کی سازش نظر آتی ہے۔ اس لیے ہماری یہ تجویز ہے کہ یا تو اس بل کے تحت قوانین بدل دیے جائیں جو واقعی تحفظ نسواں کے ضامن ثابت ہوں یا پھر اس کے نام کو بدل کر ''تحفظ فحاشی ٔنسواں بل'' رکھ دیا جائے۔

(۲) اس قانون کی ابتدا میں اس کا مقصد یہ پیش کیا گیا ہے کہ شرفِ انسانی اور گھر کی خلوت کو قابل حرمت بنانے کے لیے یہ قانون لایا جا رہا ہے۔

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ کی حدود پامال ہو رہی ہوں تو کیا آپ حدود اللہ کی پامالی پر ایک مجرم اور بے شرف انسان کو فوقیت دیں گے؟ کیا آپ کے نزدیک اللہ کی حدوں کو توڑنا چھوٹی بات اور گھر کی خلوت بڑی بات ہے؟ کیا آپ آئین وقانون کی حدوں کو توڑنے والوں کے خلاف کارروائی نہیں کرتے یا نہیں کرواتے؟ عملاً جو چیز ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ مجاہدین کو پکڑنا ہو تو پولیس دروازے توڑ کر' دیواریں پھلانگ کر چلی آتی ہے۔ مدرسوں پر بمباری کروانے اور معصوم و بے گناہ بچوں کی لاشوں کو لہو سے رنگنے میں تو کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی' لیکن حدود اللہ پامال ہو رہی ہوں تو شرفِ انسانی اور گھر کی خلوت یاد آ جاتی ہے۔ اگر ملکی سلامتی کے خلاف سازش ہو رہی ہو یا کسی کو قتل کیا جا رہا ہو تو کیا پھر بھی گھر کی خلوت کی آئینی حیثیت یہی ہوگی جو حدود قوانین پاس کرتے ہوئے پیشِ نظر ہے؟

(۳) مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۷۴ کے بعد دفعہ ۳۷۵ بڑھا دی گئی ہے جس میں زنا بالجبر کی تعریف میں آنے والے لوگوں کا تذکرہ ہے۔ اسی دفعہ یعنی ۳۷۵ کی ذیلی شق پنجم میں مجرم کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اس کی رضامندی سے یا اس کے بغیر جبکہ وہ سولہ سال سے کم عمر کی ہو''۔ دین اسلام میں بالغ کی سزا وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکی۔ اس لیے اسے کسی عمر کے ساتھ خاص کرنا خلافِ شرع ہے۔ جبکہ ہمارے قانون میں ۱۶ برس سے کم عمر لڑکی کی کہیں سزا بیان نہیں ہوئی اور اس کے زنا پر اسے قطعاً سرزنش بھی نہیں کی گئی۔ نیز اس کا یہ گناہ زنا بالجبر قرار دیتے ہوئے صرف مرد کے لیے باعث سزا رکھا گیا ہے۔ گویا سولہ برس سے کم عمر کی لڑکی جو مرضی کرتی رہے اس کو ہمارا قانون بھرپور آزادی دیتا ہے۔

اس بل کا مطالعہ کرنے کے بعد نظر آتا ہے کہ اس کے ذریعے پاکستانی معاشرے کو مخلوط مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جی ہاں وہ مغربی تہذیب جہاں آغازِ بلوغت میں ہی لڑکیاں مائیں اور لڑکے باپ بن جاتے ہیں۔ گویا پاکستان کے پاک معاشرے کو اس ناپاک تہذیب سے بدلنے کے لیے یہ سارے پاپڑ بیلنے پڑ رہے ہیں۔

(۴) مجموعہ تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۳۷۶ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے جس کے مطابق زنا بالجبر کی سزا سزائے موت ہوگی یا ایک قسم کی سزائے قید جو کم سے کم دس سال اور زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک ہو سکتی ہے' اس کے ساتھ جرمانے کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ مرتکبین زنا بالجبر دو یا زیادہ ہوں تو ہر ایک کی سزا' سزائے موت یا عمر قید ہو سکتی ہے۔

زنا بالجبر کا معنی یہ ہے کہ کسی عورت سے اس کی مرضی کے برعکس زنا کیا جائے' زبردستی ہو' عورت اس سے چھٹکارا نہ پا سکتی ہو' مجبور ہو جائے۔ ایسی صورت میں دو امور شریعت اسلامیہ کے قانون کے خلاف ہوئے ہیں:

ا) عمل زنا ہوا' یعنی حدود اللہ کی پامالی

ب) عورت کی حق تلفی ہوئی' یعنی حقوقِ انسانی کی پامالی

پہلی صورت میں اگر مرد شادی شدہ ہے تو رجم کر دیا جائے گا' جیسا کہ ابوداوٗد اور ترمذی وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک عورت سے زبردستی زنا کیا گیا تو مرد کو رجم کر دیا گیا' اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے ۱۰۰ کوڑے لگائے جائیں گے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص﴾ (النور: ۲)

دوسری شکل میں جوعورت کا حق پامال ہوا ہے اس کی تعزیری سزا کچھ بھی ہوسکتی ہے جس میں مرد کے فعل کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے سزا دی جاسکتی ہے۔اس قسم کے کیس میں حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ عورت کی ثلث دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔حضرات علی اور ابن مسعودؓ نے مہر مثل ادا کرنے کا حکم جاری کیا۔امام زہری، قتادہؒ، مالکؒ اور شافعیؒ نے بھی زانی پر مہر کی ادائیگی کا حکم لگایا۔

زنا بالجبر کی سزا علی الاطلاق سزائے موت خلافِ شرع ہے۔البتہ منکرین سنت جو حدرجم کونہیں مانتے وہ زنا بالجبر کو حرابہ کہہ کر حرابی کی سزا تجویز کرتے ہیں، جو شریعت اسلامیہ سے انحراف ہے۔زنا بالجبر کا مرتکب شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اسے حرابہ کی سزا نہیں دی جاسکتی۔

ترمیمی بل کی یہ دفعہ بھی دین اسلام سے مطابقت نہیں رکھتی۔اور اس کا تعین کرتے وقت شاید مآخذ شریعتِ اسلامی کو دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی گئی۔

(۵) دفعات ۴۹۳ (الف)، ۴۹۶ (الف)، ۳۷۵ وغیرہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اخلاقی جرائم کے ذیل میں اصل لحاظ عورت کی رضامندی وعدم رضامندی کا رکھا گیا ہے۔اور یہ اس وجہ سے ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس بل کا نام ''خواتین کا تحفظ'' ہے، جس میں عورتوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی خواہشات جس طرح چاہیں پوری کریں قطع نظر اس کے کہ حدود اللہ کی کوئی حیثیت ہے یا نہیں!

(۶) اب ذرا ملاحظہ کیجیے مجموعہ تعزیرات پاکستان میں شامل کی گئی ایک اور دفعہ ۴۹۶ (ب) حرام کاری (زنا بالرضا)

i) کوئی عورت اور مرد جو آپس میں شادی شدہ نہ ہوں، اگر انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ رضامندی سے جماع کیا ہوتو کہا جائے گا کہ وہ زنا بالرضا کے مرتکب ہوئے ہیں۔

ii) جو کوئی بھی زنا بالرضا کا ارتکاب کرے گا تو اسے پانچ سال کی مدت کے لیے قید کی سزا دی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار روپے کے جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

اس کے ساتھ آئین پاکستان کا درج ذیل آرٹیکل بھی پڑھیے، کیونکہ ہم ''پاکستانی پہلے اور مسلمان بعد میں'' ہیں۔

آرٹیکل ۲۲۷۔''تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا جن کا اس حصہ میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا جائے گا اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو''۔

نیز ۱۹۷۳ء کے آئین کا شیڈول ۳ ملاحظہ فرمائیے جس میں صدر، وزیراعظم، وفاقی وزراء، وزرائے مملکت، سپیکر قومی اسمبلی، چیئرمین سینٹ، ڈپٹی سپیکر اور ڈپٹی چیئرمین سینٹ، قومی اسمبلی اور سینٹ کے ارکان، صوبائی گورنروں، وزرائے اعلیٰ، صوبائی اسمبلیوں کے سپیکرز اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کا حلف میں درج ذیل الفاظ ادا کرنا شامل ہے:

"That I will strive to preserve the Islamic Ideology which is the basic for the creation of Pakistan."

''کہ میں حلف اٹھاتا ہوں کہ میں اسلامی نظریہ کے تحفظ کی بھرپور جدوجہد کروں گا جو کہ قیامِ پاکستان کی بنیاد ہے''۔

اب ۴۹۶ (ب) کی تفصیل جاننے سے پہلے درج ذیل آیات واحادیث کا مطالعہ بھی کیجیے:

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (الطلاق:۱)

''اور جس نے اللہ کی حدود کو پامال کیا تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا''۔

اور یہ کہ:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ ...... الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾...... الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾﴾ (المائدۃ)

''اور جو اللہ کے اتارے ہوئے احکام (قرآن وسنت) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو وہ کافر ہیں......وہ ظالم ہیں......وہ فاسق ہیں''۔

نیز:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص﴾ (النور:۲)

''زانی مرد اور عورت ہر دو کو سو تازیانے لگاؤ''۔

یہ آیت بالاتفاق غیر شادی شدہ کے لیے ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب الحدود، حدیث ۶۸۲۷، ۶۴۲۹۔مسلم، کتاب الحدود، حدیث ۱۶۹۰، ۱۶۹۱۔

اس کے بعد یہ جاننا قطعاً مشکل نہیں کہ دفعہ نمبر ۴۹۶۔ب (ii) میں زنا کاری کی جو سزا بیان ہوئی اس کے مرتکبین منکرین سنت ہی نہیں، منکرین قرآن بھی ہیں۔یہ شق واضح طور پر قرآن وسنت کے خلاف ہے۔کیونکہ قرآن تو غیر شادی شدہ زانی کو کوڑوں کی سزا دیتا ہے۔جبکہ اس شق میں اس کا ذکر ہی نہیں۔نیز یہ کہ زانی اگر شادی شدہ ہو تو اسے اُس دین میں جو جناب محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے، رجم کی سزا دی جاتی ہے۔(مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے، البتہ منکرین سنت حد رجم کا انکار کرتے ہیں) اس شق کے غیر اسلامی

ثابت ہو جانے کے بعد اس بل کے ''عین اسلامی'' ہونے کے مدعیان کی اصل پوزیشن واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس بل کے غیر اسلامی نہ ہونے کے دعوے داروں کو مستعفی ہو جانا چاہیے۔

(۷) مجموعہ تعزیرات پاکستان میں اضافہ کی گئی ایک اور دفعہ ۴۹۶ (ج) ہے، جس میں زنا کے جھوٹے الزام کی سزا پانچ سال تک قید، اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار روپے جرمانہ مقرر کی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ:

''جو کوئی بھی شخص کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا لائے یا گواہی دیتا ہو، وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار روپے جرمانے کا مستوجب ہوگا''۔

زنا کے جھوٹے الزام کی سزا جو قرآن نے متعین کی ہے، وہ یہ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾ (النور: ٤)

''اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر اس پر چار گواہ نہیں لاتے تو تم ان کو اسّی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔''

اس کے ساتھ وہ تمام احادیث اور اقوال و افعالِ صحابہؓ بھی پیش نظر رہنے چاہئیں جو قذف کے بارے میں ۸۰ کوڑے کی سزا پر واضح دلیل ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے قارئین مندرجہ ذیل حوالوں کی طرف رجوع کریں: ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۴۷۴، ۴۴۷۵۔ ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۵۶۷۔ وموطا امام مالک، حدیث نمبر ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵۔

گویا دفعہ مذکورہ کی یہ سزا بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قانون بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ نیز یہ دین اسلام کے خلاف سازش کے ثبوت کے لیے بہترین دلیل ہے۔

(۸) مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۰۳ کے بعد ۲۰۳ (اے) کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں زنا کی صورت میں نالش (complaint) دائر کرنے کے بارے میں طریقۂ کار فراہم کیا گیا ہے۔ اس دفعہ کے تفصیلی مطالعے سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

i) جس عدالت کو سماعت کا اختیار ہے صرف اسی میں cmplaint درج کروائی جا سکے گی۔

ii) گویا پولیس کی ذمہ داری نہیں رہی کہ وہ زنا کے مرتکب ایسے مجرموں کو تلاش کرے اور عدالت میں پیش کرے۔

iii) اگر کہیں زنا ہو رہا ہے تو مجرموں کو فوراً پکڑوانے کی بجائے عدالت کا رخ کیا جانا چاہیے، قطع نظر اس کے کہ مجاز عدالت کھلی ہو یا بند، اس کی چھٹی کا دن ہے یا غیر چھٹی کا۔

iv) نالش (complaint) درج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فوراً موقع پر چار گواہ پیش کیے جائیں۔

v) یہ چار گواہ مستغیث کے علاوہ ہوں ہے۔ یہ شق بھی صراحۃً خلافِ اسلام ہے۔

vi) مستغیث کو تحریری مواد فراہم کرنا ہوگا جس پر مستغیث، گواہوں اور عدالت کے افسر صدارت کنندہ کے دستخط کروانے ہوں گے، پھر ہی اس کیس کی جانچ پڑتال شروع ہوگی۔

vii) ''اگر افسر عدالت سمجھے'' کہ اس کیس کی بنیاد موجود ہے تو پھر ہی وہ اگلا قدم اٹھائے گا۔

viii) افسر عدالت کا اگلا قدم پولیس کو آگاہ کر کے مجرم پکڑوانا نہیں بلکہ مجرم کو سمن جاری کرنا ہے، جس کی حیثیت پاکستان میں یہ سمجھی جاتی ہے کہ اگر کوئی سمن لے کر آئے تو چند روپے دے کر اسے واپس کر دیا جائے۔

ix) سمن آنے پر مجرم عدالت میں حاضر ہو بھی جائے اور پھر ساری کارروائی کرنے کے بعد جج یہ سمجھے کہ واقعی جرم ہوا ہے اور مجرم قابل سزا ہے تو پھر اسے سزا سنائے گا۔

سزا چونکہ جج کی صوابدید پر ہے اس لیے چار گواہوں کے باوجود مجرم کو سزا نہ بھی دے تو کوئی حرج نہیں۔

یہ بھی صراحۃً اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، کیونکہ چار گواہوں کی گواہی کے بعد حاکم وقت بھی سزا معاف نہیں کر سکتا۔

ذی شعور قارئین!

دفعہ ۲۰۳ (اے) کا مطالعہ کیجیے اور پھر اس بات کو محسوس کیجیے کہ زانی کی خلافِ اسلام جو سزا رکھی گئی ہے، کیا ان لمبے چوڑے مرحلوں کے ہوتے ہوئے کسی کو 'یہ سزا' دی بھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

اب ذرا تصور کیجیے کسی غیرت مند بھائی یا کسی غیور باپ کا، جو غیرت وحمیت سے عاری اپنی کسی عزیزہ کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لیں تو کیا وہ اس پر پہلے:

i) چار گواہ اکٹھے کریں۔ ii) تحریر لکھنے بیٹھ جائیں۔

iii) عدالت کے کھلنے کا انتظار کریں۔   iv) جج چاہے تو کارروائی شروع کرے۔
v) جج کے سمن بھیجنے کا انتظار کریں۔   vi) سمن پر مجرم آنے کا انتظار کریں۔
vii) جج کا منہ تکیں کہ وہ سزا دے گا یا نہیں دے گا؟

یا پھر اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھود کر لحافِ تراب اوڑھ لیں؟ یا مغرب زدہ بے غیرتوں کی طرح اسے 'معمولی' حرکت سمجھتے ہوئے چپ سادھ لیں؟

(۹) اور پھر اسی پر بس نہیں' اگر عدالت میں جا کر زانیہ عورت نے صرف ایک دفعہ زبان سے اس بات کا اقرار کر لیا کہ وہ تو اس زانی شخص کی منکوحہ ہے تو پاکستان کا کوئی قانون اس عمل پر متحرک نہیں ہوگا کہ یہ جھوٹ بول رہی ہے یا سچ۔ کوئی نکاح نامہ نہیں طلب کیا جائے گا۔ کوئی مزید کارروائی نہیں کی جائے گی' کیونکہ (آرڈیننس نمبرے مجریہ ۱۹۷۹ء) دفعہ ۴ میں لفظ valid marriage (جائز نکاح) کی بجائے صرف marriage کر دیا گیا ہے اور valid (جائز) کا لفظ حذف کر دیا گیا ہے۔ گویا اب ثبوت کے لیے نکاح ناموں کی ضرورت نہیں' زبان سے اقرار ہی کافی ہے۔ یہ حذف بھی سوچی سمجھی پلاننگ کا حصہ ہے تاکہ زنا کی سزا عملاً ختم ہو کر رہ جائے۔ اس لیے اب غیرت کا لبادہ بھی اُتار کر اور لپیٹ کر اسی جگہ رکھ دینا ہوگا جہاں ہم نے قرآن وسنت کو رکھا ہوا ہے' تاکہ یہی سمجھا جائے کہ ایک متبرک شے موجود ہے لیکن قریب پھٹکنے کی ضرورت نہیں۔

مذکورہ بالا دونوں نکات کا فیصلہ ہم عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں کہ آیا یہ بل واقعی زنا کے عمل کو روکنے کے لیے پاس کیا گیا ہے یا اس عمل کو ترویج دینے کے لیے؟

(۱۰) مندرجہ بالا نکات کے نتیجے میں چار گواہ پورے ہونے کے بعد بھی اگر جج صاحب نے مجرم یا مجرمہ کو آزاد کر دیا ہے تو کیا خبر لانے والے پر سزائے قذف جاری ہوگی یا نہیں' قانون خاموش ہے۔

قرآن وسنت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی زنا کا کوئی کیس سامنے آیا تو حدِ زنا یا حدِ قذف میں سے ایک حد لازم ہو جاتی ہے۔ اگر چار گواہ پورے ہو جائیں تو حدِ زنا یقینی ہو جاتی ہے جسے کوئی بھی معاف کرنے کا مجاز نہیں' یا پھر چار گواہیاں پوری نہ ہونے کی صورت میں خبر لانے والے پر حدِ قذف لگائی جاتی ہے۔

(۱۱) حالیہ ''تحفظِ نسواں بل'' لا کر حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲ شق ۵ کو بھی موقوف کر دیا گیا ہے جس کے تحت عدالتی کارروائی کے نتیجے میں حد کا فیصلہ ہو جائے تو کسی کو سزا معاف کرنے یا کم کرنے کا وہ اختیار نہ تھا جو ضابطہ فوجداری باب ۱۹ میں صوبائی حکومت کو حاصل ہے۔ گویا اب عدالت اگر کسی کو حد کی سزا سنا بھی دیتی ہے تو حکومت کو یہ سزا معاف کرنے یا کم کرنے کا بھرپور اختیار حاصل ہوگا۔

یہ ترمیم واضح طور پر قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا﴾ (النّساء:١٤)

''اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور اس کی حدود سے تجاوز کیا اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

((لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) (صحیح البخاری' کتاب الحدود)

''اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں''۔

ان صریح تعلیمات کی رو سے حکومت کو معافی کا اختیار دینا سراسر خلاف اسلام ہے۔

(۱۲) اسی طرح بل کے آنے سے قبل عدالت کو اختیار حاصل تھا کہ اگر حدود آرڈیننس کے علاوہ کسی اور قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہو تو وہ اس قانون کے تحت بھی سزا دے سکتی تھی' لیکن اب عدالت سے یہ اختیار چھین لیا گیا ہے۔ اب حد کے علاوہ دیگر جرائم کسی اور عدالت میں نئے سرے سے داخل کروانے ہوں گے۔ قانونی پیچیدگی پیدا کرنے میں اس نکتے کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

(۱۳) زیر نظر بل میں قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ کی شق بھی حذف کر دی گئی ہے جس کے تحت لِعان کا طریقہ درج تھا۔ اس میں یہ تھا کہ اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کرے تو اسے حراست میں رکھا جائے حتیٰ کہ وہ اس پر تیار ہو جائے۔ نیز یہ کہ دورانِ کارروائی عورت زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر حد جاری ہوگی' لیکن بل ہذا میں یہ دونوں باتیں حذف کر دی گئی ہیں۔ یہ ترمیم بھی خلافِ اسلام ہے۔

(۱۴) زنا بالرضا کے جرم کو ناقابلِ دست اندازیٔ پولیس جرم قرار دینے سے عوام میں زنا کی جرأت کا بیج بو دیا گیا ہے۔ پہلے تو پولیس کا کچھ خوف تھا' جس سے برائی قدرے کم ہوگئی تھی' لیکن اب چونکہ اسے non cognizable offence قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا آزادانہ زنا کاری کی راہ ہموار ہوگئی ہے۔

(۱۵) مذکورہ بل میں بے حد اہم بات یہ بھی ہے کہ اس میں حدزنا آرڈیننس کی دفعہ ۷(۳) کو ختم کر دیا گیا ہے جس سے حدود آرڈیننس کی دیگر تمام قوانین پر بالاتری ختم ہوگئی ہے اور اب اگر حدود آرڈیننس کی کوئی دفعہ یا شق کسی دوسرے قانون سے ٹکرا جائے تو قرآن وسنت پر مبنی حدود آرڈیننس کو فوقیت نہ ہوگی۔ جبکہ قرآن کہتا ہے کہ:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (الحُجُرات: ۱)

''اے مؤمنو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے مت بڑھو!'' (یعنی جب ان کا فیصلہ آجائے تو بسر وچشم تسلیم کرلو۔)

اور آئین کی دفعہ ۲۲۷(۱) میں بھی یہ بیان ہوا ہے کہ تمام موجودہ قوانین کو اسلام کے احکام' جیسا کہ وہ قرآن حکیم اور سنت میں بیان ہوئے ہیں' کے مطابق بنایا جائے گا۔ جبکہ مذکورہ ترمیم صراحۃً قرآن وسنت اور آئین کے خلاف ہے۔

(۱۶) دین اسلام میں مدعی کو گواہوں میں شامل کیا جاتا ہے لیکن مذکورہ ترمیمی بل میں مدعی کے علاوہ چار گواہ لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مدعی اگرچہ عینی گواہ ہی کیوں نہ ہو اسے اپنے علاوہ چار گواہ لانے ہوں گے۔ یہ شق بھی سراسر خلافِ اسلام ہے۔

(۱۷) زنا آرڈیننس کی کل ۲۲ دفعات ہیں۔ تحفظ خواتین میں ۳۰ تبدیلیاں کی گئی ہیں جن میں ۱۲ دفعات منسوخ کر دی گئی ہیں اور چھ دفعات ۲' ۴' ۶' ۸' ۹ اور ۲۰ میں ترمیم کی گئی ہے۔ گویا زنا آرڈیننس کی صرف ۴ دفعات باقی بچ گئی ہیں۔ گویا یہ بل جسے ''ترمیمی بل'' کہا گیا ہے' اصلاً ''تنسیخی بل'' ہے' اور یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ یہ ترمیمی بل فحاشی' عریانی اور آزاد شہوت رانی کی طرف پیش قدمی کا بل ہے۔